''مسجد اقصیٰ، یہود اور امت مسلمہ''

ناقدین کی آرا

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

O محنت قابل داد ہے، ماشاء اللہ تعالیٰ۔ اللھم زد فزد۔ چشم بددور

O زبان بعض مقامات پر تلخ اور مناظرانہ رنگ اختیار کر گئی ہے۔ اس حوالے سے پورے مقالہ پر نظر ثانی ضروری ہے۔

O ملل واقوام کے باہمی معاملات صرف اصولی اور نظری حوالے سے نہیں طے پاتے بلکہ تاریخی تعامل اور معروضی حقائق کا بھی ان میں خاصا دخل ہوتا ہے۔ دونوں کو سامنے رکھ کر موقف طے کرنا چاہیے۔

O مندرجہ ذیل امور کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے:

۱۔ مدینہ منورہ اور خیبر میں یہود کی بستیوں پر قبضہ اور انہیں جلاوطن کرنے کے بعد ان کی تمام عبادت گاہیں ختم ہو گئی ہیں اور ان کی جگہ مسلمانوں کے مکانات اور عبادت گاہیں تعمیر ہوئی ہیں۔ اسی طرح نجران سے عیسائیوں کی جلاوطنی کے بعد ان کی عبادت گاہیں بھی باقی نہیں رہیں۔ پھر اندلس پر مسلمانوں کا قبضہ ختم ہو جانے کے بعد ان کی ہزاروں عبادت گاہوں کی ہیئت بلکہ ملکیت تبدیل ہوگئی ہے۔ اس کے بعد بھارت میں ہزاروں مساجد ہندوؤں اور سکھوں نے قبضہ کر کے اپنے مکانات اور عبادت گاہوں میں انہیں تبدیل کر لیا ہے اور پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے سینکڑوں مندر مسلمانوں کے مکانات اور عبادت گاہوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اگر اس مضمون میں اختیار کیے گئے موقف کو بطور اصول تسلیم کر لیا جائے کہ ہیئت کی تبدیلی اور قبضہ وملک کی تحویل کے بعد بھی اور عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود سابقہ انتظام وتولیت کا حق قائم رہتا ہے تو مذکورہ بالا تمام مساجد اور عبادت گاہوں کے لیے یہی موقف اختیار کرنا پڑے گا اور یہ دنیا کے کسی بھی قانونی نظام میں قابل قبول بات نہیں ہوگی۔

۲۔ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی جو عبادت گاہیں موجود ہیں یا جن کی ہیئت تبدیل نہیں ہوئی، ان کے بارے میں مضمون میں مذکور فقہی جزئیات واحکام بالکل درست ہیں لیکن جن عبادت گاہوں کی ہیئت اور قبضہ وملک دونوں عملاً تبدیل ہو چکے ہیں، ان پر میرے خیال میں مذکورہ فقہی احکام کا اطلاق درست نہیں ہے اور اس صورت کے بارے میں فقہی ابواب وجزئیات کا دوبارہ مطالعہ ضروری ہے۔آج کے قانون میں بھی ایسے معاملات میں قبضہ وملک کے تسلسل کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

۳۔کوئی بھی فیصلہ کرنے یا موقف اختیار کرنے سے قبل اس سے پیدا ہونے والے پبلک تاثرات کا جائزہ لینا اور ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کی تعمیر کو ابراہیمی بنیادوں پر واپس لے جانے کی خواہش کے باوجود اس سے عملاً گریز کیا تھا اور قرآن کریم میں مدینہ منورہ کے منافقین کو صراحتاً کافر اور سازشی قرار دیے جانے کے باوجود ان کے خلاف قتال نہیں کیا تھا۔ان دونوں فیصلوں کی وجہ خود جناب نبی اکرم ﷺ نے ''منفی پبلک تاثر'' بتائی ہے۔

۴۔ظالم ومظلوم کی کشمکش میں اگر مظلوم کی طرف سے ردعمل کے طور پر اپنے دفاع میں کوئی ناروا بات بھی سامنے آجائے تو قرآن کریم نے اسے برداشت کرنے کی تلقین کی ہے، جیسا کہ چھٹے پارے کی پہلی آیت میں اس کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

(ابو عمار زاہد الراشدی)

(۲)

بسم اللہ

لندن۔۲۴ جون ۲۰۰۳ء

مکرمی ومحترمی مولانا راشدی صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الشریعہ کے دو شمارے اور عزیزم عمار صاحب کا مضمون پرسوں ملا۔الشریعہ میں اپنے خطوط تو پھر سامنے آ گئے مگر جواب اب بھی نہ ملا۔مضمون کے بارے میں فرمائش پڑھ کر پہلا سوال ذہن میں یہ آیا کہ اس بار ''امانت'' کے لیے میرا انتخاب عمار صاحب نے کیوں کر کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ جواب فوراً نہیں پا سکتا تھا۔پس تعمیل ارشاد میں مضمون اٹھایا۔سرخی پر نظر پڑھی تو بڑی پریشانی ہوئی کہ پوری کتاب کی کتاب مضمون اور وہی ''بیت المقدس، یہود اور مسلمان'' کا پامال موضوع۔ یا اللہ! اس کو کیسے پڑھوں؟ مگر چند ہی سطروں کے بعد دماغ سے یہ بوجھ ہٹا۔شکر ہے،عنوان پائمال سہی،

مضمون پائمال نہیں ہے۔ اور پھر جب پڑھنے کے لیے بیٹھا تو خواہش یہ تھی کہ ایک ہی نشست میں ختم کر ڈالوں۔

مولانا، مجھے اس موضوع کی بری طرح پائمالی نے کبھی اس سے دلچسپی نہ ہونے دی۔ اس لیے نہ میرا مطالعہ نہ غور وفکر، مگر جتنی کچھ سمجھ اللہ نے دی ہے، اس کے حساب سے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اس کے انداز تحقیق پر۔ اللہ عمار صاحب کی زندگی میں برکت کرے اور وہ اپنے موضوعات کا ہمیشہ اسی طرح حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس کی اشاعت کے بارے میں یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسرائیل میں اقامہ کا انتظام کر لیں۔ اور تو اور، خود آپ کا قبیلہ علما ہی آپ لوگوں کو نہ چھوڑے گا۔ اور اشاعت بھی کریں تو میری رائے میں یہ ہر لحاظ سے مناسب ہے کہ دوسری (علمی یا جذباتی) رایوں کی تردید کا لہجہ بدلا جائے۔ اہانت اور استخفاف کا عنصر بالکل نکال دیں۔ اس معاملہ میں عمار صاحب آپ کے بالمقابل بالکل دوسرے سرے پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ لہجہ لوگوں کے لیے ایک علمی تحقیق کا وزن محسوس کرنے اور غور کرنے میں بڑی رکاوٹ بن جائے گا۔

حسب حکم مضمون ان شاء اللہ مولانا یعقوب قاسمی کو بھی بھیج دوں گا۔ اور ہاں، برصغیر میں مطالعہ حدیث پر آپ کے مقالے کی ایک کاپی بھی ادھر آ سکے تو خوشی ہوگی۔ نیز اس مئی جون کے شمارے میں ڈاکٹر خالد علوی صاحب کے مقالہ ''اسلام اور بنیادی حقوق'' کا ذکر ہے۔ نیز شش ماہی مجلّہ ''تعارف اسلامی'' اگر ہو سکے تو یہ بتایئے کہ ان دونوں کے حصول کی کیا صورت ہے؟

ایک اور ضروری بات بھول گیا۔ فلسطین کا مسئلہ آج کل جس مرحلے میں ہے، اس کے پیش نظر اس وقت اس مضمون کی اشاعت کیا مناسب ہوگی؟

والسلام

عتیق الرحمٰن

بسم اللہ

لندن۔ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۳ء

برادر عزیز عمار خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرسلہ پیکٹ موصول ہوا۔ آپ کی تحقیقی صلاحیت کے تو قائل ہو ہی گئے تھے۔ اب جرات کی بھی داد دینی پڑے گی۔ اللہ حفاظت فرمائے۔

مولانا عیسیٰ صاحب کے لیے مرسلہ 'الشریعہ' ان کو ڈاک سے بھیج دیا گیا۔ مولانا قاسمی کی کتاب بھی ان شاء اللہ چلی جائے گی۔